اپنی نماز کو بار بار کھڑا کریں اور امید رکھیں کہ بالآخر ہمیشہ کے لئے آپ کو نماز کی لذت اور طمانیت نصیب ہوگی

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 رنومبر 1997ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

گزشتہ چند خطبات میں میں نے نماز کی اہمیت کی طرف جماعت کو توجہ دلائی اور اسی تعلق میں اپنی اردو کلاس میں بھی نماز ہی کے متعلق باتیں بچوں کو سمجھائیں جوان کے لئے بھی مفید تھیں اور بڑوں کے لئے بھی مفید تھیں۔ آج سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کرتے ہوئے جماعت کو مطلع کرتا ہوں کہ ان خطبات کا بہت وسیع اثر پڑا ہے اور کئی دفعہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ میری ڈاک میں بھاری تعداد میں ایسے خطوط شامل ہیں جن میں نماز سے متعلق احباب اپنی سابقہ کوتاہیوں پر اور غفلتوں پر معافی چاہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہوئے مجھے لکھتے ہیں کہ ہماری کایا پلٹ گئی ہے اور ہمارے گھر میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ روحانیت جاگ اٹھی ہے۔ ہم بھی اور ہمارے بچے بھی ہماری بیویاں بھی جس حد تک اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے نمازوں کو سنوار کر پڑھنے لگے ہیں۔

اسی تعلق میں بہت ہی دلچسپ باتیں بھی احباب نے لکھی ہیں کہ اس سے پہلے ان کی نماز کی کیا کیفیت ہوا کرتی تھی بعض پڑھتے ہی نہ تھے، بعض پڑھتے تھے تو دل نہیں لگتا تھا، خیالات کا ہجوم ہوتا تھا جو کسی اور طرف ان کو گھیر کرلے جاتا تھا۔ بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم نماز سے ہی بددل ہو چکے

تھے لیکن اچانک شعور بیدار ہوا ہے اور یوں معلوم ہوا ہے کہ ہم نے اپنی گزشتہ زندگی ضائع کر دی ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم بڑی توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ایک احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس نے جماعت احمدیہ کو اس زمانے میں نماز کی طرف توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے جبکہ دنیا کی توجہات نماز سے ہٹ رہی ہیں۔ بظاہر نمازیں تو ادا کی جاتی ہیں مگر ان نمازوں میں مغز کوئی نہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع چاہئے وہ ان نمازوں سے مفقود ہے۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ کسی کی نمازوں کا کیا حال ہے، ہمیں اپنی نمازوں کی فکر کرنی چاہئے اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس مضمون پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے، زیادہ نہیں ہوسکتا کیونکہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کی زندگی کا مرکزی نقطہ ہے۔ خواہ شروع میں سمجھ آئے یا نہ آئے رفتہ رفتہ ایک وقت ضرور ایسا آجاتا ہے کہ انسان کو اپنی نمازوں میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

ایک دوسری خوشخبری میں جماعت کو یہ دینا چاہتا ہوں کہ نماز با جماعت کا تعلق چونکہ مساجد سے ہے اس سلسلے میں ایک مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے یعنی مسجد دوالمیال جہلم کے متعلق۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 30 / جون 1997ء کو اس وقت جو سول جج نے جماعت کے متعلق فیصلہ کیا تھا وہ جماعت کے خلاف حکم امتناعی تھا۔ اگرچہ اس کا ابتدائی فیصلہ بہت مخالفانہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اس فیصلہ کے سنانے سے پہلے ہی اس نے کچھ تبدیلیاں کر دیں جس کے نتیجے میں وہ مسجد کبھی بھی ہمارے ہاتھ سے باہر نہیں نکلی۔ اگرچہ وہ جمعہ جماعت نے گلیوں میں ادا کیا، بہت روتے ہوئے اور گریہ وزاری کے ساتھ التجائیں کیں لیکن اس کے باوجود مسجد کا قبضہ نہیں چھوڑا اور مسلسل مخالفین کی طرف سے اس سلسلے میں کوششیں ہوتی رہیں کہ کسی طرح ان سے قبضہ نکال لیا جائے۔ ان کے خلاف اسی سلسلے میں مقدمہ بھی کیا گیا لیکن 30 / جون کا یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ 10 /نومبر کے فیصلے کے ذریعہ الٹ دیا گیا اور یہ فیصلہ ایڈیشنل سیشن جج چکوال نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزاء دے۔ انہوں نے دس نومبر کے اپنے فیصلے میں پہلے حکم امتناعی کو کلیۃً منسوخ کر دیا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد واپس قانونی طور پر بھی جماعت کے قبضے میں آچکی ہے۔

یہ واقعہ جو دس نومبر کو گزرا یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی

دوالمیال ہی کی رہنے والی ایک نیک خاتون کو خوشخبری دی تھی کہ یہ واقعہ اسی طرح ہوگا اور میری مراد الحاج فضل الٰہی صاحب برمنگھم کی بیگم صاحبہ فضل نور صاحبہ سے ہے۔لوگ تو اسے اتفاق کہیں گے مگر میں اسے تقدیر الٰہی سمجھتا ہوں کہ دس اکتوبر کو بروز جمعۃ المبارک جو Friday the 10th تھا فضل نور صاحبہ نے صبح اٹھ کر اپنی ایک رؤیا بیان کی جو اس طرح پر تھی کہ میں جماعت کو یہ خوشخبری دے رہا ہوں کہ گزشتہ فیصلہ منسوخ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ دوالمیال کی مسجد احمدیوں کو دلا دی ہے۔ یہ دس اکتوبر Friday the 10th کی رؤیا ہے جو کچھ عرصے کے بعد فضل الٰہی صاحب نے بہت سے احباب کو سنائی جن میں ملک اشفاق احمد صاحب بھی گواہ ہیں اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آج کے جمعہ پر میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس رؤیا کو بعینہ پورا کر دیا ہے اور Friday the 10th کی برکات میں سے ایک یہ برکت بھی ہے کہ وہ مسجد بحال کر دی گئی۔

اس ضمن میں مَیں ایک ایسی افسوسناک اطلاع بھی دیتا ہوں جو افسوسناک بھی ہے مگر اپنے اندر فلاح کا پہلو بھی رکھتی ہے یعنی چوہدری نذیر احمد صاحب گھوئینگی کی شہادت کے تعلق میں میں جماعت کو دعا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔وہ علاقہ بہت ہی گندہ اور قاتلوں کا علاقہ مشہور ہے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔وہاں روزمرہ ایک دوسرے کا قتل ایک عام سی بات ہے اور چوٹی کے ایسے مجرم قاتل اس علاقے میں دوڑتے پھرتے ہیں اور پولیس کو ان کے اوپر ہاتھ ڈالنے کی بھی جرأت نہیں پڑتی۔ایسے ہی بدقماش ڈاکو مولویوں نے ہمارے نذیر صاحب کو شہید کیا اور اب وہ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر تمام علاقہ میں خوف و ہراس پھیلا رہے ہیں اور احمدیوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ گویا اس دباؤ کے نتیجے میں وہ اپنی گواہیوں سے باز آجائیں گے،اس مقدمے کی پیروی ترک کر دیں گے اور حکومت بھی ان کے رعب میں آکر ان کے خلاف قتل کے مقدمے کی کارروائی کو کمزور کر دے گی یا جیسا کہ ہمارے ملک میں چلتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ بعید نہیں کہ حکومت عدالت کو حکم دے دے کہ اس مقدمے کو ختم سمجھا جائے۔اس دوران ہمارے جو علاقے کے احمدی ہیں ان کو قتل کی بڑی خطرناک دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ جہاں تک اس ساری دھمکیوں اور خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کا تعلق ہے یہ دراصل تبلیغ سے تعلق رکھنے والی کوششیں ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ دنوں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو بہت کامیاب تبلیغ کی توفیق ملی ہے، ایسے ایسے علاقوں میں بیعتیں شروع

ہوئی ہیں جہاں پرانے زمانے میں وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ یہاں کی سخت زمین میں خدا تعالیٰ اس قدر شادابی عطا فرمائے گا کہ جماعت کی نئی نئی کونپلیں وہاں سے پھوٹیں گی۔ یہ ایک انقلاب کا دور ہے جو انقلاب اس علاقہ میں بھی شروع ہوگا اور اپنے قاتلوں کو بچانے کے لئے ان کی پوری توجہ اس طرف بھی ہے کہ اس ساری تبلیغی مہم کو جو جماعت نے شروع کردی ہے اسے ناکام کر دیا جائے، اسے کلیۃً مفقود کر دیا جائے یا معدوم کر دیا جائے۔

یہ وجہ ہے جو میں اب جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ دعاؤں میں بھی اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مباہلے کا سال عطا فرمایا ہے جس کی بہت برکتیں ہم نے دیکھی ہیں۔ اس کثرت سے برکتیں نازل ہوئی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ان کا کچھ ذکر میں پہلے بھی کرتا رہا ہوں کچھ آئندہ بھی انشاء اللہ، زیادہ تر جلسہ سالانہ پر کروں گا لیکن میں اس حوالے سے جماعت کو اللہ کے حضور یہ التجاء کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ان سب مولویوں کو نامراد کر دے جنہوں نے جماعت کے خلاف یہ مہمات شروع کی ہیں اور جہاں تک جماعت کے داعیین الی اللہ کا تعلق ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھتے رہیں۔ ویسے بھی تو اس ملک میں بے شمار قتل ہوتے رہتے ہیں اور یہ سال تو مولویوں کے قتل کا سال ہے۔ جب وہ قتل کے ذریعے مردود موتیں مرتے ہیں تو جماعت کے اندر اگر ایک دو شہید بھی ہو جائیں تو ہرگز فی الحقیقت مضائقہ نہیں۔ ان کے جانے کا دکھ ضرور پہنچتا ہے لیکن اس سے بہتر اور کوئی موت ممکن نہیں کہ انسان شہید ہو جائے۔

اس لئے حتی الامکان جہاں تک بھی آپ سے ہوسکتا ہے آپ احتیاط سے کام لیں اور حکمت سے کام لیں۔ یہ بزدلی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکامات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ میں حکمت سے کام لینا اوّلیت رکھتا ہے اور سب سے زیادہ قرآن کریم نے تبلیغ کے دوران حکمت پر زور دیا ہے۔ اس حکمت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی جان سے انسان نہیں ڈرتا بلکہ لوگوں کے روحانی فائدہ کی خاطر اس مہم کو اس طرح چلانا چاہتا ہے کہ لوگ ڈر نہ جائیں۔ جو احمدی بے دھڑک تبلیغ کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ڈرتا نہیں لیکن یہ خوف اس کو ضرور دامن گیر رہنا چاہئے کہ تبلیغ اس طرح بے دھڑک نہ ہو کہ وہ لوگ جو ابھی جماعت میں شامل نہیں وہ ڈرنے لگ جائیں اور ان کی راہ میں یہ شہادتیں روک بن جائیں۔ پس یہ ایک پل صراط ہے جس پر سے ہمیں گزرنا ہے۔ غیر اللہ کے خوف

سے کلیۃً پاک رہتے ہوئے اللہ کی خاطر، بنی نوع انسان کی ہدایت کی خاطر ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ لوگ احمدیت سے ڈر کر نہ بھاگیں۔ یا اگر یہ دعا بھی ساتھ کی جائے کہ ان کے دلوں کے خوف خدا دور فرما دے، وہ بھی بے دھڑک ہو کر آگے بڑھیں اور اگر شہادتیں پہلے احمدیوں کے مقدر میں ہیں تو وہ بھی شہادت کے لئے اپنے آپ کو کھلم کھلا آمادہ پائیں اور دل میں اس کے لئے جوش رکھیں۔ ایسے بھی واقعات ہوتے ہیں۔ چنانچہ کئی نو احمدی شہید ہوئے ہیں جن کے علم میں تھا کہ یہ جرم یعنی اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننے کا جرم لوگوں کی نگاہ میں ایسا بھیانک ہے کہ اس کے نتیجے میں بعض انسانوں کو جانیں کھو دینی پڑتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے، اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ ہاں یہ رستہ کٹھن ہے انہوں نے پھر بھی اس دعا کی التجاء کے ساتھ خط لکھے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس راہ میں شہید ہونے کی توفیق بخشے۔ پس یہ نئے نئے سلسلے چل پڑے ہیں، نئے نئے طریق پر روحیں بیدار ہو رہی ہیں۔ عمومی طور پر تو یہی دعا ہے جو ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اے اللہ ہمیں حکمت کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرما۔ ایسی حکمت کے ساتھ لوگوں کو اپنی راہ کی طرف بلانے کی توفیق عطا فرما کہ اس کے نتیجے میں لوگ جوق در جوق آئیں اور ان کی راہیں روکی نہ جاسکیں۔ یہی دعا ایک کامل دعا ہے میرے نزدیک، اس پہلو سے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا کام جاری رہے گا اور بزدلی پیدا نہیں ہوگی۔

نماز کے تعلق میں جیسا کہ میں نے عرض کیا بہت سے احباب خط لکھ رہے ہیں، بہت سے بچے بھی خط لکھ رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک ولولہ سا پیدا ہو گیا ہے جماعت میں اور یہ دور جو ہے وہ آئندہ بہت ہی بابرکت ادوار کو جنم دے گا، ان کو پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ ابھی بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو شمار نہیں کر سکتے۔ جب دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت روحیں خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں۔ ایسا سجدہ جو روح کی پاتال تک خدا سے مطمئن ہونے کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اللہ سے ہر انسان کو مطمئن تو رہنا چاہئے لیکن بعض دفعہ زبانی اطمینان کا اظہار کیا جاتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روح اپنے پاتال تک، اپنی آخری انتہاء تک خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاتی ہے۔ اسی کو رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر: 29) کے لئے مقدر کیا جاتا ہے۔ اب حالات ایسے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی رضا اس طرح کثرت کے ساتھ احمدیوں کو اور احمدیوں کے دلوں کو اپنی لذت سے مغلوب کر رہی ہے اور یہ سلسلہ آئندہ اور بہت سی

برکتوں کا موجب بننے والا ہے۔اس لئے نماز کے سلسلے کو جاری رکھیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے کس قدر بے پایاں احسانات ہم پر نازل ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن اقتباسات کو میں پڑھ رہا تھا اب میں ان میں سے پہلا اقتباس جو میرے سامنے ہے شروع کرتا ہوں۔فرمایا:

”جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آ جاتا ہے۔ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔“

سوزش اور گدازش جو بے چینی پیدا کرتی ہیں، ایک آگ سی دل میں لگ جاتی ہے اس کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی طرف توجہ دلائی ہے۔یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کا ایک ثبوت ہے ورنہ عام طور پر یہ تحریر اس طرح نہیں ملتی۔ہر انسان یہی کہتا ہے کہ جو سوزش اور گدازش سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ قبول ہوتی ہیں اس لئے سوزش اور گدازش سے اپنی نمازوں کو سنواریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔“

ادب کے پہلو کو اس سوزش اور جنون کی حالت میں نظر انداز نہیں کرتا۔ورنہ سوزش کی حالت میں انسان بعض دفعہ ایسے مطالبے کر بیٹھتا ہے، اس رنگ میں مطالبے کر بیٹھتا ہے جو ایک اعلیٰ مقتدر ہستی کے سامنے ایک قسم کی بے ادبی بن جاتی ہے مگر ایسا ہو کہ:

”جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے اور ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔“

یہاں اب انفرادی نمازوں کی بجائے قومی طور پر امتوں کے زندہ ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں اور زندہ رہنے کا ذکر فرما رہے ہیں۔اس پہلو سے اس اقتباس کو میں نے سب سے پہلے رکھا ہے کہ یہ جماعتی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔“

ایمان کی جڑ نماز ہے لیکن نماز ایمان کو پیدا کرتی ہے یہ تضاد کیا ہے۔ ایمان کی جڑ ہے اور نماز ایمان ہی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ مضمون خدا تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کے شروع میں یوں سمجھا دیا کہ ایک ایمان کی حالت ایمان بالغیب کی حالت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو ایمان بالغیب نصیب ہو۔ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ (البقرہ:4) وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں لیکن ایک ایمان نماز میں سے پھوٹتا ہے وہ ایمان بالغیب نہیں رہتا، وہ ایسا ایمان ہے جس میں انسان خدا کو اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے اور اگر دیکھ نہیں سکتا تو حدیث کے مطابق، کم سے کم یہ محسوس کرتا ہے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کے مطابق اپنے آپ کو سنوارتا ہے۔ اللہ دیکھتا ہے یہ احسان کا مضمون ہے اور یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس عظیم کلام میں بار بار یہی فرمایا سُبحانَ مَن یّرانی، سُبحانَ مَن یّرانی اور یہ حالت بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحقیقت ہمیشہ نماز ہی کی حالت میں رہتے تھے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے احسان کے مضمون کو نماز سے باندھا ہے اور فرمایا کہ احسان کی اول حالت یہ ہے کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو یا کم سے کم یہ کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اور اس خدا کے دیکھنے میں بہت مزے مزے کی باتیں شامل ہیں اللہ دیکھ رہا ہے کہ یہ بندہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے۔ جب کسی پیارے کی طرف توجہ ہو اور یہ یقین ہو کہ وہ دیکھ رہا ہے تو دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔

پس دیکھنے کا مضمون ہے جس کو نماز سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے اور اس مضمون پر جتنا بھی بیان کیا جائے کم ہوگا۔ چنانچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نظم کے تعلق میں کثرت سے بعض خطبات میں، بعض تقاریر میں، بعض گفتگو کے دوران یہ بیان کیا ہے کہ سُبحانَ مَن یّرانی کے اندر بڑے کثرت کے ساتھ مضامین شامل ہیں۔ انسان کی زندگی میں کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا جب وہ بے خبر ہو سکے۔ جس کو ہر وقت دیکھا جا رہا ہو اس میں جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو لیکن اس سے بہت بڑھ کر یہ مضمون ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے کہ کوئی دیکھ رہا ہے تو محبت سے دیکھ رہا ہے۔ جب یہاں پہنچتے ہیں تو نماز کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان ایسی نمازیں پڑھے کہ خدا کے

پیار کی نظریں پڑنے لگیں اور یہ حالت اگر زندگی بھر اسی طرح رہے تو وہ زندگی نماز بن جاتی ہے۔

یہی مضمون ہے جس کو جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے تعلق میں یوں بیان فرمایا گیا۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ (الانعام: 163)۔ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ کو صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ سے اس طرح باندھا گیا ہے کہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی میرا مرنا جینا تو نماز ہے۔ ساری زندگی نماز بن چکی ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس حالت کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں اشارہ فرماتے ہیں سُبحانَ مَن یّرانی جو بھی میں سوچتا ہوں، جو بھی میں کرتا ہوں، جو کچھ میں خدا کے حضور عجز اور انتہائی تذلل کے ساتھ عرضداشت کرتا ہوں ان سب باتوں پر اللہ کی نظر ہے۔ میری دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ میرے دشمنوں سے خود نپٹتا ہے۔ میں سویا ہوں تو وہ جاگتا رہتا ہے گویا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نظر مجھ پر ہے۔

اس کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے اپنی نمازوں کو سنواریں اور یہ ایک بڑا لمبا سفر ہے۔ یہاں پہنچ کر مجھے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اکثر جو میرے مخاطب ہیں ان کو علم نہیں کہ کتنا مشکل کام ہے۔ مشکلوں سے گھبرانا بھی نہیں چاہئے لیکن مشکلوں کو نظر انداز کر کے انسان سمجھے کہ بہت آسان راہ کی طرف بلایا جا رہا ہے یہ درست نہیں ہے۔ راہ آسان ہو سکتی ہے اسی صورت میں کہ اللہ اس راہ کو آسان کرنے کا فیصلہ فرمائے اور یہی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیری ہی عبادت کریں گے کسی اور کی طرف نہیں دیکھیں گے لیکن اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بڑا مشکل کام ہے تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس موقع پر فرماتے ہیں:

”بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔“

خدا کو حاجت نہیں، ہمیں خدا کی حاجت ہے جو ہمیشہ رہے گی اور یہی عبادت کا مفہوم ہے جس پر میں پچھلے خطبہ میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ مگر یہ حاجت روائی خدا ہی کرے گا اور اسی سے التجا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہماری مدد فرمائے۔ ورنہ جیسا کہ نماز کے متعلق مَیں اور اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ بعض لوگ اس کو سن کر خوف سے کانپنے لگیں گے کہ یہ نمازیں ہیں جو ہم نے ادا کرنی

ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو سنوارتے ہوئے ان نمازوں کے مطابق بنالیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جماعت سے رکھتے ہیں۔ یہاں مختصراً آپ فرماتے ہیں:

''اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے'' (یہ وہی توجہ احسان والی توجہ ہے۔) ''خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے۔''

یہ ملفوظات جلد 4 صفحہ 292 سے اقتباس لیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام متقی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''متقی کی دوسری صفت یہ ہے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ یعنی وہ نماز کو کھڑ ی کرتے ہیں۔ متقی سے جیسا ہو سکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے یعنی کبھی اس کی نماز گر پڑتی ہے پھر اسے کھڑا کرتا ہے۔ یعنی متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں''۔

یہ وہ سلوک کی راہ ہے جس میں سے ہم سب کو گزرنا پڑتا ہے اور کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ میں نے نماز شروع کی ہے بڑے خلوص اور توجہ سے اور مختلف قسم کے وساوس ہیں جو پریشان کئے رکھتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی دنیا کا جھگڑا سامنے آجاتا ہے۔ کوئی فکر، کوئی غم، کوئی تمنا دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور بار بار نماز سے توجہ ہٹتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یہ فطرت کا راز آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ ایسا ہونا لازم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کے ایمان کی خرابی کے نتیجے میں ایسا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ نماز کو کھڑی کرنے کا حکم نہ دیتا جو بعض لوگوں کے لئے زندگی بھر کا مسئلہ ہے اس لئے دو باتیں ہیں جن پر آپ کو توجہ دینی چاہئے۔ ایک تو یہ کہ نماز ضرور گرتی رہے گی اور لمبے عرصہ تک ایسا ہوتا رہے گا اور ہر دفعہ آپ کو توجہ دے کر، محنت کر کے اس کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ مایوسی کا مقام نہیں مگر خوف کا مقام ضرور ہے۔ اگر ایسی نماز جو گرتے گرتے گر ہی پڑے اور انسان اس سے غافل ہو جائے تو یہ طمع کا مقام نہیں کہ انسان سمجھے کہ ہاں میں ٹھیک ہو جاؤں گا، یہ خوف کا مقام ہے۔ انسان سمجھے کہ

میں تو مر چکا ہوں۔ یہ نماز جس میں انسان کے دل کا احساس مر جائے اور وہ بے خوف ہو جائے نمازیں پڑھتا ہے، ٹکریں مارتا ہے، واپس چلا جاتا ہے۔ ساری عمر بعضوں نے نمازیں پڑھیں، اسی طرح پڑھیں، اسی کو پتا ہی نہ لگے کہ میری نماز وہ نماز ہے ہی نہیں جو خدا چاہتا ہے اور ہر نماز میں دنیاوی خیالات گھیرے رہیں اگر اس حالت تک انسان پہنچ جائے تو پھر وہ نماز انسان پر لعنتیں ڈالنے لگتی ہیں اور اللہ کا کلام ایسے انسان پر لعنتیں ڈالتا ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون: 5,6) یہ صورت حال کہ نماز بار بار گرتی ہے اس صورت سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ خوفزدہ اس بات سے ہونا چاہئے کہ کیا واقعۃً اس گرتی ہوئی نماز کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں۔ اگر کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ بالآخر تمہاری تضرعات کو سنے گا اور تمہاری مدد کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائے گا۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس مضمون کی باریکی کو سمجھتے ہوئے اس طرح نماز کو کھڑا کرنے کی کوشش کرے گی۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے۔ (یعنی یہاں اس کا یہ خوف ہے کہ میری نماز کھڑی نہیں ہو رہی میں کیا کروں) اور وہ **نماز کو قائم کرتا ہے اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں اور نماز کو گرا دیتے ہیں لیکن یہ نفس کی اس کشاکش میں بھی نماز کو کھڑا کرتا ہے،** (گرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن ہمت نہیں ہارتا۔) **کبھی نماز گرتی ہے مگر پھر اسے کھڑا کرتا ہے اور یہی حالت اس کی رہتی ہے کہ وہ تکلف اور کوشش سے بار بار اپنی نماز کو کھڑا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت عطا کرتا ہے۔**"

جس کلام کی طرف اشارہ ہے وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں:

"اس کی ہدایت کیا ہوتی ہے اس وقت بجائے يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں۔"

یعنی وہ انسان جو عمر بھر یہ کوشش کرے گا اس کی عمر میں کبھی ایسا وقت بھی آئے گا کہ ساری کوششیں اس کے ماضی کی ایک بھیانک خواب بن جاتی ہیں اور اس خواب کی بہترین تعبیر ظاہر ہوتی ہے یعنی بقیہ زندگی پہلی زندگی سے ایک بالکل مختلف زندگی ہو جاتی ہے۔ وہ وقت ہے جب کہ نماز میں لذت آتی ہے۔

اب میں آپ کو اس ضمن میں یہ بات سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ نماز میں لذت گرتی ہوئی حالت میں بھی آجاتی ہے اور وہی لذت ہے جو بڑھتے بڑھتے بالآخر اس حالت پر پہنچ جاتی ہے کہ صرف لذت ہی رہ جاتی ہے اور تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ انتظار نہ کریں کہ نماز کو کھڑا کر رہے ہیں اور کبھی لذت محسوس نہ ہو اور سمجھیں کہ آخر لذت آجائے گی، یہ جھوٹ ہے۔ نماز کو اللہ تعالیٰ مختلف وقتوں میں انسان کے لئے لذت کا موجب بنا تا رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ لقمے ہیں جو کھلائے جاتے ہیں تو انسان میں لذت پڑتی ہے۔ اگر بارہا یہ لقمے نہ کھلائے جائیں تو ایسے انسان کی کوششیں وہ سمجھتا بھی ہو کہ کامیاب ہیں حقیقت میں اکارت جائیں گی۔ نماز کو کھڑا کرنے کے دوران آپ کو وہ لذت محسوس ہونی چاہئے جو انسان کو اس وقت ہوتی ہے جب اس کا خیمہ جھکڑ چلنے کے نتیجے میں گر جاتا ہے اور پھر وہ اس کو کھڑا کر کے کچھ دیر اس میں آرام کرتا ہے۔ وہ آرام کی حالت لازماً اس تجربے کے دوران محسوس ہونی چاہئے اور یہ حالت بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ گرا ہوا خیمہ ایک دفعہ کھڑا ہوتا ہے پھر دوبارہ، پھر دوبارہ یہاں تک کہ انسان اسے اور زیادہ مضبوط رسوں سے باندھتا ہے اور مضبوط میخوں سے زمین میں گاڑتا ہے تب وہ خیمہ ہمیشہ کے لئے اطمینان کا موجب بن جاتا ہے اور بیرونی مصائب سے بچالیا جاتا ہے۔ پس اپنی نماز کو بار بار کھڑا کریں اور امید رکھیں کہ بالآخر ہمیشہ کے لئے آپ کو نماز میں لذت اور طمانیت نصیب ہوگی۔ مگر اس سے پہلے وہ آثار ضرور ظاہر ہوں گے جن کو دیکھ کر آپ کہہ سکتے ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اب خدا کے فضل کے ساتھ کامیاب ہو جاؤں گا۔ فرمایا:

> ”یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت عطا کرتا ہے۔ اس کی ہدایت کیا ہوتی ہے؟ اس وقت بجائے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جس کی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے

کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے۔‘‘

تو آپ نے دیکھا کلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کس طرح بیچ میں اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعے سے انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے یعنی پہلے جو تقویٰ کی حالت تھی وہ ایک غیب کے ایمان کے ذریعہ قائم رہی اور اس غیب کی حالت کو پھر تبدیل کر کے پھر خدا حاضر ہو جاتا ہے اور جب خدا اس غیب کو حاضر میں بدل دے وہ حالت ہے جو ہمیشہ کے لئے اس کے سامنے اس کے حضور میں قائم رہتی ہے کبھی کسی لمحہ پھر مٹتی نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پڑھتے ہوئے کہ وہ اندھے مولوی جو اس کلام کے سقموں کی تلاش میں عمریں ضائع کر دیتے ہیں ان کو دکھائی نہیں دیتا کہ یہ ایک عارف باللہ اور کامل عارف باللہ کا کلام ہے جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر اس طرح چلتا ہے کہ سرِ مُو بھی احتراز نہیں کرتا، کہیں کوئی فرق نہیں کرتا۔

’’بعض آدمی ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے اور نماز میں ان کو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے۔‘‘

یہ ذوق ہر کس و نا کس کو اپنی نمازوں کو سنوارنے کے دوران نہیں ملا کرتا۔ ہاں کبھی کبھی واقعۃً نماز، یوں لگتا ہے جیسے ٹھنڈا پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی جا رہی ہو۔ وہ اضطرار کی حالت کی نمازیں بھی ہوتی ہیں اور اس کوشش کے دوران بعض دفعہ خدا تعالیٰ انسان کو اپنی رحمانیت کا ایسا جلوہ دکھاتا ہے اور اس کے احسانات کی طرف انسان کی توجہ اس طرح پھر جاتی ہے کہ اس وقت واقعۃً نماز، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی سخت پیاسے نے بہت ٹھنڈے پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا ہے اور وہ ختم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ جب ایک دفعہ سیری ہو جائے تو پھر دوبارہ اس کی پیاس بھڑک اٹھتی ہے پھر سیری ہو جائے پھر اس کی دوبارہ پیاس بھڑک اٹھتی ہے۔

’’جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہو کر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجے کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جس کو کھا کر وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہو جاتی ہے۔ وہ نماز

اس کے لئے ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے۔(اب وہ نماز ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے۔) جس کے بغیر وہ سخت کرب اور اضطراب محسوس کرتا ہے۔‘‘

یہ مطلب نہیں ہے کہ دو نمازوں کے درمیان انسان ہمیشہ وقت گزارتا ہے تو سخت کرب اور اضطراب کی حالت میں گزارتا ہے۔نشہ کی مثال دے کر ایک بہت ہی لطیف مضمون پیدا فرما دیا گیا ہے۔ایک نشئی کو جب نشہ کی وہ دوا مل جائے جسے اب ہم آج کل ڈرگ Drug کہتے ہیں جس سے اسے نشہ کی حالت پیدا ہو جائے تو یہ نشے کی حالت فوراً زائل نہیں ہوا کرتی۔کچھ عرصے کے بعد پھر وہ بھوک چمکتی ہے جیسے کھانا کھانے کے بعد کچھ عرصے تک انسان سیر ہی رہتا ہے، پانی پی کر کچھ عرصے تک انسان سیر ہی رہتا ہے۔یہ نہ سمجھیں کہ دو نمازوں کے درمیان ہر وقت ایک ابتلاء سا آیا ہوا ہے سخت کرب کی حالت ہو، یہ حالت ایسے نہیں ہوا کرتی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کو جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں غور سے سنیں، غور سے سمجھیں تو بات بالکل کھل جاتی ہے۔پیاس بھی مٹ جایا کرتی ہے، بھوک بھی مٹ جایا کرتی ہے، نشہ بھی اتر جایا کرتا ہے مگر پھر بھڑکتا ہے، نشہ بھی بھڑکتا ہے، پیاس بھی بھڑکتی ہے، بھوک بھی بھڑکتی ہے۔تو اس طرح بار بار انسان خدا کی طرف لوٹتا ہے اور یہی حکمت پانچ نمازوں میں ہے۔وہ انسان جس کو توفیق ہو پانچ وقت کھاتا بھی ہے اور جس کو توفیق ہو پانچ وقت ایسے لذت کے مشروب پیتا بھی ہے کہ اس کی روح سرور پاتی ہے لیکن جسے لذت کے مشروب پینے کی توفیق نہ ہو تو بڑھی ہوئی پیاس ہر پانی کو سب سے زیادہ لذیذ مشروب بنا دیتی ہے۔اس لئے غریبوں کے لئے کوئی محرومی نہیں۔ ہر شخص دن کے وقت ٹھنڈے پانی سے لطف اٹھا سکتا ہے اور اگر ٹھنڈا پانی نہ بھی نصیب ہو تو جب پیاس بھڑک اٹھے ہر پانی ٹھنڈا لگتا ہے۔ہر پانی انسان اس طرح پیتا ہے کہ اس کی ’’ڈیک‘‘ نہ ٹوٹے۔پنجابی میں ’’ڈیک ٹوٹنا‘‘ کہتے ہیں ، جی چاہتا ہے پیتا ہی چلا جائے۔تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کس طرح مختلف مثالیں بیان فرما فرما کر نماز کے مضمون کو ہم پر کھول دیا ہے۔فرمایا:

’’اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے۔جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے خدا تعالیٰ سے ایک ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔‘‘

کوشش کر کے اس محبت کو زندہ نہیں رکھنا پڑتا۔ وہ محبت آپ کو زندہ کرتی ہے اور آپ کو زندہ رکھتی ہے اور ایسے محبوب سے ہر وقت چمٹا رہنا بھی ممکن نہیں ہے۔ انسان لازماً ان محبوبوں سے جدا بھی تو ہوتا ہے لیکن جتنی لمبی جدائی ہوا تنا ہی ملنے کا زیادہ مزہ آتا ہے۔ یہ کیفیت ہے جو نمازوں کی صورت میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس طرح پیار سے ملاتی ہے کہ جیسے محبوب کو قریب سے دیکھنے سے انسان لذت پاتا ہے ویسا ہی نماز کے دوران اپنے اللہ کو اپنے قریب دیکھ کر انسان لذت پاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

''جس طرح پر حیوانات اور دوسرے انسان ماکولات اور مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔''

اب یہ لفظ شہوات ہے جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ جتنے عارفین ہیں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی کسی چیز میں وہ لذت نہیں ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کے بعد اس کے قرب سے لذت پاتا ہے۔ اب بعض نادان اور بے وقوف یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی شہوات میں اس سے زیادہ لذت ہے۔ حالانکہ اس مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بھوک ہو، پیاس ہو یا جنسی خواہش ہو یہ ساری چیزیں ایک طلب کے پیدا ہونے اور بعد میں اس کے مٹنے کا نام ہے۔ ہر لذت ایک طلب کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ طلب نہ رہے تو لذت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اگرچہ ہم بظاہر کھانے کی بات کرتے ہیں، پینے کی بات کرتے ہیں، جنسی لذت کی بات کرتے ہیں لیکن یہ مرکزی نقطہ ان سب میں مشترک ہے۔ طلب ہے تو مزہ ہوگا۔ طلب نہیں ہے تو مزہ نہیں ہوگا اور جتنی طلب زیادہ ہوگی اتنا مزہ دوسرے مزے پر غالب آتا چلا جائے گا۔ پس **نعوذ باللہ من ذلک** ، اللہ تعالیٰ کا شہوات نفسانی سے تو کوئی تعلق نہیں اور کھانے سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں، پینے سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ مادی چیزیں ہیں جو مادی حاجات کو پورا کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ مگر یہ راز ہمیں سمجھا دیتی ہیں کہ طلب ہوگی تو مزہ ہوگا، طلب نہیں ہوگی تو مزہ نہیں ہوگا۔ اب پیاس کو دیکھ لیں جس کی پیاس بجھی ہوئی ہو ویسے ہی بیٹھا ہو اس کو زبردستی ٹھنڈا پانی بھی دیں گے تو وہ نہیں پیئے گا۔ اگر اس نے اپنی مرضی کا مشروب پی لیا ہو مثلاً پیاس تو اتنی نہیں مگر کوکا کولا کا شیدائی ہو تو آخر ایک وقت آجائے گا کہ کوکا کولا دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا اس کو ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ آپ

زبردستی گلاس دیں تو اس کو پرے پھینک دے گا۔ یہ ہم نے اپنے بچوں میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جس نعمت سے ان کو سیری ہو چکی ہو وہ نعمت اگر بار بار پیش کی جائے تو وہ نہیں پسند کریں گے۔ آپ مہمانوں کو تکلف کے ساتھ یا اس خواہش کے ساتھ کہ وہ خوش ہوں اور زیادہ لذت حاصل کریں بار بار کوئی نعمت کی چیز پیش کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ ان کے چہرے پر کچھ تھکاوٹ کے آثار آ جاتے ہیں۔ شروع شروع میں تو کہتے ہیں نہیں نہیں، ضرورت نہیں لیکن تھوڑا سا ہاتھ بڑھا دیتے ہیں جس سے لگتا ہے کہ انہوں نے اپنی حیاء کی وجہ سے انکار کیا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ان کے انکار میں ایک قسم کی سختی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت شرافت کا تقاضا ہے کہ انسان رک جائے لیکن ہمارے بعض خدمت کرنے والے ایسے بھی میں نے دیکھے ہیں کہ باہر سے معزز مہمان تشریف لائے ہوئے ہیں ان کا چہرہ دیکھتے ہی نہیں کہ واقعۃً نہیں چاہتے کہ ان کو کوئی چیز پیش کی جائے۔ بار بار وہی چیز پیش کئے چلے جاتے ہیں۔ آخر مجھے روکنا پڑتا ہے بس کرو کافی ہو گئی ہے اور وہ نہیں برداشت کر سکتے۔

تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کا خدا تعالیٰ کی ذات سے مادی طور پر تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر روحانی طور پر یہ تعلق ہے کہ جب پیاس بجھ جائے گی تو خواہش نہیں رہے گی اور جب پیاس ہو گی تو اس خواہش کو پورا ہونے کے نتیجے میں لذت پیدا ہو گی۔ اس لذت کو جو بھی آپ نام دے دیں جنسی لذت کہیں یا خوراک کی لذت کہیں مرکزی نقطہ ایک ہی رہتا ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے پیار کی حاجت دل میں پیدا ہو جائے اور وہ حاجت بڑھ جائے تو روحانی لذت اتنی غالب آ جاتی ہے کہ ساری مادی لذتیں اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، جب مقابل پر آئیں تو بالکل گر کر ذلیل ہو جاتی ہیں۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ ہماری مادی لذتیں پوری کرتا ہے۔ مادی لذتوں کی طرح ہمارے دل میں اس کے لئے ایک طلب پیدا ہوتی ہے اور جب وہ طلب پیدا ہو جائے تو ہر دوسری مادی لذت اس کے سامنے حقیر اور بے معنی ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”نماز کے ادا کرنے سے اس کے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جس کو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہو سکتی ہے اور انسان ترقی کر کے ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اسے ذاتی

محبت ہو جاتی ہے اور اس کو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لئے کہ وہ نماز اس کی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے۔اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 604، 605)

یہ پہچان ہے جو بہت ہی ضروری ہے۔ ہر انسان کی مرضی ہمیشہ خدا کے موافق نہیں ہوا کرتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا عارفانہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی نمازوں کی پہچان کی چابی پکڑا دی اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت کی پہچان سمجھا دی۔ فرمایا اس محبت کی پہچان یہ ہے کہ انسان کی مرضی خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو ہر عاشق سمجھ سکتا ہے جس نے کبھی بھی عشق کیا ہو۔ وہ چیزیں جو دوسروں میں اس کو بری لگتی ہیں اگر اپنے محبوب میں وہ چیز پائے تو ویسے ہی بننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی رضا کی نظر اس کی رضا کی نظر بن جاتی ہے۔ یہ تجربہ سچے عشاق ہی کو نصیب ہو سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو محبت میں خامی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی پہچان یہ سمجھا دی کہ آپ کی روزمرہ کی رضا ہمیشہ اس کے مطابق ہو۔ اگر مطابق ہوگی تو آپ کی ساری زندگی نماز بن جائے گی۔

نماز کی حالت میں اجنبیت پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ رضائے باری تعالیٰ آپ کی اپنی رضا بن گئی ہے اور اس رضا کا نام مقبول نماز ہے۔ اس پر آپ غور کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ زندگی بھر جس کو اپنے محبوب کی رضا پر چلنا آ گیا ہو وہ اس کے سوا اور کیا چاہے گا۔ کیسے وہ چیزیں اس کی توجہ محبوب سے ہٹائیں گی جو دنیا کی مجبوریاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں ہٹایا کرتیں۔ اگر بھوک لگتی ہے تو آپ کھانا کھائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کھانا کھانے کو جو حلال اور طیب ہے اللہ نے اپنی رضا کی چادر پہنا دی ہے۔

اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا مضمون اس طرح بھی سمجھ آ جاتا ہے کہ ہماری بعض مادی خواہشات کو اللہ تعالیٰ نے کلیۃً نظر انداز نہیں فرما دیا کہ ایسے میرے لئے فقیر ہو جاؤ کہ تمہیں اپنی ذات کی کوئی ہوش ہی نہ رہے۔ ہماری ساری ذاتی زندگی کو خدا تعالیٰ اپنی محبت کے تابع پھر بحال فرما دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس طرح تم اپنی زندگی گزارو کہ تمہاری ساری زندگی میری رضا بن جائے اور لذت

دوہری ہو جائے جو عام دنیا کے انسان کو اکیلی لذت کے طور پر محسوس ہوتی ہے۔ یہی نکتہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے بیوی کو لقمہ دینے کی مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے جسے میں بارہا آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی خدا کی خاطر بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالے تو یہ اس کی عبادت ہے۔ نماز میں سے اس وقت بھی باہر نہیں نکلتے اور وہ لذت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ ہر شخص جسے اپنی بیوی سے پیار ہوگا اگر محبت کے اظہار کے طور پر اس کے منہ میں لقمہ ڈالے گا اسے مزہ تو ضرور آئے گا لیکن اگر یہ دیکھ رہا ہو، یہ جانتا ہو کہ اس وقت میرا محبوب اعلیٰ، حقیقی محبوب بھی مجھ پر پیار کی نظر ڈال رہا ہے تو دنیا والے کی لذت کے مقابل پر یہ لذت اندازہ کرو کہ کتنی بڑھ جائے گی۔

پس اپنی نمازوں کو سنواریں، جہاں تک ممکن ہے سنواریں۔ اس مضمون کو ہلکا نہ سمجھیں۔ اس میں بہت سی مشکل راہیں آئیں گی مگر خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ باقی مضمون میں انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ